© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

افسوس ہے اس ماہ کی ۲۳ تاریخ کو مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی ایک معمولی دورۂ قلب کے بعد ۶۴ برس کی عمر میں اچانک رہ گرائے عالم جاودانی ہو گئے۔ مولانا نے اپنے سب اہلِ خاندان کی طرح دارالعلوم دیوبند میں تعلیم پائی تھی۔ لیکن چوں کہ وہ موروثی اور خاندانی طور پر ایک مجاہد، بطلِ حریت اور زعیمِ قوم تھے اس لئے تعلیم سے فراغت کے بعد ہی عملی سیاست کی وادیِ پرخار میں کود پڑے۔ اس تقریب سے ان کا تعلق کانگرس سے بھی رہا اور جمعیۃ علمائے ہند سے بھی، اس کے علاوہ مجلسِ احرار کے تو وہ نفسِ ناطقہ یا عقلِ فعّال ہی تھے۔ خوش تقریری۔ خطابت، جرأت وبیباکی۔ ذہانت اور طباعی۔ ایثار وفداکاری یہ اُن کی وہ خصوصیات تھیں جن کے باعث وہ جہاں کہیں رہے اور جس محفل میں بیٹھے ممتاز اور نمایاں ہو کر رہے۔ عمر کے کم وبیش بارہ سال جیل میں کاٹے ہوں گے۔ جہاں انھوں نے شدائد ومحن کا مقابلہ بڑی بے جگری اور بے خوفی کے ساتھ کیا، آزادی کی صرصرِ انقلاب نے شہرت وناموری کے بڑے بڑے روشن چراغ بجھا دئے ورنہ ایک زمانہ تھا کہ مرحوم کی لیڈری کا ڈنکا بجتا تھا، زندگی بڑی قلندرانہ اور درویشانہ تھی یعنی ”نے غم دزد و نے غم کالا“ ایک معمولی سی تہمد۔ بغیر بٹنوں کا گریبان کھلا کرتہ اور سر پر چوگوشہ ٹوپی۔ جلوت میں اور خلوت میں۔ اندرونِ خانہ اور پبلک میں انھیں جہاں کہیں دیکھا اسی وضع میں دیکھا، حد درجہ خلیق ومتواضع بڑے سادہ اور بے تکلف۔ مگر اپنی بات کے پکے اور دھن کے پورے۔ تقسیم کے بعد مشرقی پنجاب سے تعلق کے باوجود پاکستان میں رہنے کے بجائے دلی میں مع اپنے خاندان کے آ بسے تھے لیکن کچھ انقلابِ روزگار اور کچھ ہجوم امراض وامتدادِ سن ان کا اثر یہ تھا کہ آخر میں عملی سیاست سے دست کش ہو گئے تھے اور سلوک ومعرفت کا اُن پر اس درجہ غلبہ ہو گیا تھا کہ اُن کے سیاسی افکار میں بھی اشراقیت کا رنگ اُبھر آیا تھا۔ عجیب اوصاف وکمالات کے بزرگ تھے۔ ان کی کس کس خوبی کو بیان کیا جائے۔ اب ایسے لوگ

© rasailojaraid.com